Fikr-o-Nasar (Islamabad) 31:1 (1993)

متاخرین فقہائے شافعیہ اور علم قواعد کلیہ

محمود احمد غازی

زیر نظر سلسلہ مقالات کی دوسری قسط (۱) میں فقہ شافعی میں قواعد کلیہ کے آغاز اور ابتدائی ارتقاء سے بحث کی گئی تھی اور قواعد کلیہ کے موضوع پر فقہ شافعی کی مقبول ترین کتابوں کا اجمالی جائزہ لیتے ہوئے دکھایا گیا تھا کہ ان کتابوں نے قواعدی ادب میں شافعی نقطہ نظر سے کن کن امور کا اضافہ کیا۔ زیر نظر صفحات میں چند ایسی کاوشوں کا جائزہ لینا مقصود ہے جو یا تو مقبول نہیں ہوئیں اور اس وجہ سے ان کے اثرات شافعی قواعدی تفکیر پر محدود رہے یا وہ ان متاخرین کے قلم سے نکلیں جن کے اثرات گذشتہ دو تین صدیوں میں فقہ اسلامی کے دور انحطاط کی وجہ سے عام نہ ہو سکے۔

معلوم ہے کہ مغربی استعمار کا دور فقہی تفکیر کے اعتبار سے انحطاط اور جمود کا وہ دور ہے جس میں فقہی تفکیر کو نہ صرف یہ کہ وسعت کے مواقع فراہم نہیں کئے گئے بلکہ ہر طرح سے اس کا راستہ روکنے کی کوششیں کی گئیں جن کی وجہ سے فقہی تفکیر کا وہ تسلسل جاری نہ رہ سکا جو فقہ اسلامی کی طویل تاریخ میں اس کا طرہ امتیاز رہا ہے۔ یہاں یہ بات واضح رہے کہ جو حضرات چھٹی ساتویں صدی کے بعد کے دور کو فقہ اسلامی کے انحطاط اور جمود کا دور قرار دیتے ہیں وہ اس دور کے فقہی ادب کی وسعت، جدت اور تخلیقی ترکتازیوں سے ناواقفیت یا محض تعصب کی بناء پر ایسا کہتے ہیں۔

فقہ شافعی کے قواعدی ادب میں نسبتہً کم معروف اور متاخر کتابیں درج ذیل ہیں:

۱۔ القواعد فی فروع الشافعیہ، علامہ محمد بن ابراہیم جاجرمی سہلکی (متوفی ۶۱۳ھ) (۲)

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

۲۔ الاشباہ والنظائر، علامہ ابن وکیل الشافعی (متوفی ۷۱٦ھ)

۳۔ القواعد، علامہ سراج الدین عمر بن علی بن احمد الانصاری المعروف بابن الملقن (متوفی ۸۰۴ھ)

۴۔ القواعد، المنظومۃ، علامہ شہاب الدین احمد بن محمد ابن الھائم المصری المقدسی (متوفی ۸۱۵ھ) (۳)

۵۔ المجموع المذھب فی قواعد المذھب، علامہ صلاح الدین خلیل بن کیکلدی العلائی الشافعی (متوفی ۷٦۱ھ)

٦۔ تحریر القواعد العلائیہ وتمھید المسالک الفقھیہ، علامہ ابن الھائم المقدسی

۷۔ کتاب الذخائر فی الاشباہ والنظائر، علامہ عبدالرحمن بن علی مقدسی المعروف بہ شقیر (المتوفی ۸۷٦ھ) (۴)

۸۔ شرح قواعد الزرکشی، علامہ سراج الدین العبادی (متوفی ۹۴۱ھ)

۹۔ کتاب القواعد، علامہ ابوبکر بن محمد بن عبدالمومن الحصنی (متوفی ۸۲۹ھ)

۱۰۔ الاشباہ والنظائر، تاج الدین سبکی (متوفی ۷۷۱ھ)

۱۱۔ اسنی المقاصدفی تحریر القواعد، علامہ محمد بن محمد الزبیری (متوفی ۸۰۸ھ) (۵)

لیکن افسوس ہے کہ یہ سب کتابیں ہمارے پاس موجود نہیں ہیں۔ ان میں سے کچھ کا تذکرہ محض تاریخ اور ادب کی کتابوں میں ملتا ہے، کچھ کے مخطوطات مختلف کتب خانوں کی زینت چلے آ رہے ہیں اور کچھ کی جزوی طور پر تحقیق اور ایڈیٹنگ ہوئی ہے۔ ان میں سے درج ذیل کتابیں تو وہ ہیں جن کا ذکر صرف تاریخ اور سوانح کی کتابوں میں ملتا ہے اور بظاہر ان میں سے کسی کا کوئی نسخہ آج کسی معروف کتب خانے میں دستیاب نہیں ہے۔

۱۔ القواعد فی فروع الشافعیہ، از علامہ جاجرمی سہلکی

۲۔ القواعد المنظومہ، از علامہ شہاب الدین احمد ابن الھائم المقدسی المصری

۳۔ تحریر القواعد العلائیۃ وتمھید المسالک الفقھیۃ، از علامہ شہاب الدین احمد بن الھائم المقدس المصری

۴۔ کتاب الذخائر فی الاشباہ والنظائر، علامہ عبدالرحمن بن علی المعروف بہ شقیر

۵۔ اسنی المقاصد فی تحریر القواعد، علامہ محمد بن محمد الزبیری

باقی ماندہ کتابوں اور ان کے مندرجات کا مختصر تعارف درج ذیل ہے (٦)

۱۔ الاشباہ والنظائر، علامہ ابن الوکیل الشافعی

علامہ صدرالدین ابو عبداللہ محمد بن عمر بن مکی المرحل جن کی عام شہرت ابن الوکیل المصری کے نام سے ہوئی ساتویں صدی ہجری کے اواخر اور آٹھویں صدی ہجری کے اوائل میں مصروشام کے نامور ترین شافعی فقہاء میں سے تھے۔ ان کے حافظہ اور ذہانت کے ساتھ ساتھ ان کے تفقہ، عالمانہ بصیرت اور شاعرانہ کمال کا پورے مصروشام میں چرچا تھا۔ اپنے زمانہ اور علاقہ میں شافعی فقہاء کی امامت کا منصب ان کو حاصل تھا۔ علامہ ابن تیمیہ سے ان کے دوستانہ مناظرے معروف ہیں (۷)

ان کی کتاب الاشباہ والنظائر کو ساتویں صدی کے اواخر اور آٹھویں صدی کے اوائل میں لکھی جانے والی کتب قواعد فقہیہ میں بڑا مقام حاصل ہے۔ لیکن افسوس کہ اب تک یہ کتاب زیور طبع سے آراستہ نہیں ہو سکی۔ چسٹر بٹی کی مشہور لائبریری میں اس کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے (۸)

معاصر ہندی محقق استاذ علی احمد ندوی کی تحقیق کے مطابق علامہ ابن الوکیل کی یہ کتاب اس وقت تک ان معلوم اور موجود کتابوں میں قدیم ترین کتاب ہے جو الاشباہ والنظائر کے نام سے مشہور ہیں (۹)۔ لیکن جیسا کہ استاذ علی احمد نے وضاحت کی ہے اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ الاشباہ والنظائر کے نام سے یہ علم علامہ ابن الوکیل سے قبل موجود نہ تھا، بلکہ اس سے مراد صرف اس قدر ہے اس سے قبل اس نام سے کسی مستقل بالذات کتاب کا سراغ نہیں ملتا (۱۰)

علامہ ابن الوکیل کی یہ کتاب اپنے زمانہ میں بڑی مقبول ہوئی اور بعد میں آنے والے کئی مولفین نے اس سے استفادہ کرکے اس موضوع پر نئی تالیفات پیش کیں۔ چنانچہ علامہ صلاح الدین علائی شافعی (متوفی ۷۶۱ھ) کا یہ بیان معاصر ہندی محقق نے نقل کیا ہے:

والذی بعثنی علی جمع هذا الکتاب ما وقفت علیه من تعلیق فی هذا المعنی للعلامة الاوحد صدر الدین ابی عبدالله بن المرحل احد الائمة الذین رایتهم ' وسماه بالاشباه والنظائر

جس چیز نے مجھے یہ کتاب (المجموع المذہب فی قواعد المذہب) مرتب کرنے پر آمادہ کیا وہ علامہ بے بدل صدر الدین ابو عبداللہ بن المرحل کی اس موضوع پر تعلیقات تھیں جن کا مجھے پتا چلا۔ علامہ موصوف ان ائمہ فقہ میں سے ایک تھے جن سے میری ملاقات رہی انہوں نے اس کتاب کا نام الاشباہ والنظائر رکھا تھا (۱۱)۔

اس بیان سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ علامہ ابن الوکیل اس کتاب کو اپنی زندگی میں خود اپنے ہاتھ سے مرتب نہ کرسکے تھے' بلکہ کتاب ابھی متفرق یادداشتوں کے مرحلہ میں تھی کہ وقت موعود آپہنچا (۱۲)۔ اس کتاب کو نہ صرف قواعدی ادب میں بلکہ پورے فقہی ادب میں جو بات بڑی ممیز کرتی ہے وہ یہ کہ شاید یہ واحد کتاب ہے جس کی تصنیف حالت سفر میں ایک بحری جہاز میں ہوئی۔ اس سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ مسلم علماء و فقہاء سفر کے دوران بھی سامان تصنیف و تالیف ساتھ رکھا کرتے تھے اور دوران سفر بھی تحقیق و تسوید کا سلسلہ جاری رہتا تھا (۱۳) بعض دوسرے مورخین نے بھی اس کی صراحت کی ہے کہ علامہ ابن الوکیل خود اپنی زندگی میں اس کتاب کی تکمیل و تدوین نہ کرسکے۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے بھتیجے علامہ محمد بن علم الدین جو ابن المرحل کے لقب سے معروف تھے نے اپنے چچا کی اس کتاب کی حتمی تدوین بھی کی اور اس میں اضافے بھی کئے۔ اپنے اضافوں کو انہوں نے "قلت" (یعنی میں کہتا ہوں) کے سابقہ سے ممیز کیا ہے۔

استاذ علی احمد جنہوں نے اس کے مخطوطہ کا مطالعہ کیا ہے لکھتے ہیں کہ اگرچہ کتاب میں فقہی اور اصولی دونوں قسم کے قواعد بیان ہوئے ہیں' لیکن کتاب کا رنگ اصولی کے بجائے فقہی انداز کا ہے (۱۴) لیکن چونکہ یہ کتاب جس زمانہ میں مرتب ہوئی اس زمانہ میں فقہ شافعی کے قواعدی ادب نے وسعت' وضاحت اور تہذیب و تنقیح کا وہ مرحلہ طے نہیں کیا تھا جو بعد کی کتابوں میں نظر آتا ہے اس لئے یہ کتاب اس اعتبار سے بعد کی کتابوں سے پیچھے رہی اور شاید

اسی لئے زیادہ مقبول نہ ہو سکی۔

مصنف نے اپنی اس کتاب میں جن قواعد کا ذکر کیا ہے ان میں سے بہت سے قواعد آگے چل کر مزید منقح ہوئے اور بعد کے شافعی فقہاء نے ان کی مزید تہذیب و تنقیح کی ۔ مصنف نے کہیں کہیں بعض قواعد کی تطبیق کی مثالیں دیتے ہوئے شافعی نقطہ نظر کا حنفی اور مالکی نقطہ ہائے نظر سے تقابلی مطالعہ بھی کیا ہے۔ لیکن ایسا بہت کم ہے۔

استاذ علی احمد ندوی نے اس مخطوطہ سے جو قواعد بطور مثال منتخب کئے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ الاصل فی الاطلاق الحقیقة وقد یصرف الی المجاز بالنیة [۱۵]، یعنی جب کسی عبارت میں حقیقی اور مجازی دونوں معنی لئے جانے کی گنجائش موجود ہو اور عبارت مطلق یعنی بغیر کسی قرینہ کے آئی ہو تو وہاں حقیقی معنی مراد لیا جانا ہی اصل یعنی presumption ہوگی۔ یعنی یہ فرض کیا جائے گا کہ متکلم کی مراد حقیقی معنی ہی لینے کی تھی اور وہی لئے جائیں گے۔ ہاں اگر متکلم کی نیت اور ارادہ مجازی معنی لینے کا ہو تو مجازی معنی بھی لئے جا سکتے ہیں بشرطیکہ متکلم کی نیت اور ارادہ کی کسی مضبوط قرینہ سے وضاحت ہو جاتی ہو۔

۲۔ ما اوجب اعظم الامرین بخصوصه لا یوجب اهونهما لعمومه۔ [۱۶]، یعنی جس چیز کے کسی خاص پہلو کی وجہ سے کوئی بڑا نتیجہ نکلتا ہو اس کے عام پہلو کی وجہ سے چھوٹا نتیجہ نکلنا لازمی نہیں ٹھہرتا۔ مثال کے طور پر اگر خاص فعل زنا سرزد ہو تو اس سے حد واجب ہوتی ہے جو بڑی سزا ہے اور محض تخلیہ فاحشہ کا جرم اگر ہو تو اسکی سزا تعزیر ہے جو چھوٹی سزا ہے۔ اب مذکورہ بالا قاعدہ کے بموجب اگر زنا اور تخلیہ فاحشہ کے جرائم دونوں پے در پے سرزد ہوں تو حد اور تعزیر دونوں سزاوں کو جمع کرنا لازمی نہیں ہوگا۔

۳۔ مایثبت علی خلاف الدلیل للحاجة قد یتقدر بقدرها [۱۷]، یعنی جو چیز دلیل کے خلاف محض ضرورتاً ثابت ہو وہ اتنی ہی جائز ہو گی جتنی ضرورت کے لحاظ سے ناگزیر ہو۔ مصنف نے ان تمام قواعد کی مثالیں اور فروع بھی بیان کی ہیں اور تفصیل سے بتایا ہے کہ کس

طرح ان قواعد کا عملی انطباق ہوتا ہے۔

یہ قواعد جو علامہ ابن الوکیل نے نسبتۂ ابتدائی شکل میں بیان کئے تھے وہ بعد میں آگے چل کر مزید منقح اور مہذب ہوتے گئے اوران کے الفاظ میں بھی اختصار پیدا ہوتا چلا گیا۔ مثال کے طور پر یہ آخری قاعدہ (جس پر قریب قریب تمام فقہاء اسلام متفق ہیں) مجلۃ الاحکام العدلیہ میں اپنی نہایت مختصراور جامع صورت میں ہمیں ملتا ہے۔ مجلّہ کے الفاظ ہیں: الضرورات تتقدر بقدرھا (۱۸) ناگزیر چیزیں ناگزیر حد تک ہی رہتی ہیں۔

مصنف نے قواعد کے عملی انطباق کے مثالیں دیتے وقت کہیں کہیں شافعی اجتہادات کا حنفی اور مالکی اجتہادات سے بھی تقابلی مطالعہ کیا ہے۔ اس کتاب کی ان خوبیوں کی وجہ سے اس کو اپنے دور میں شافعی حلقوں میں بڑی مقبولیت حاصل رہی اور بڑے بڑے شافعی فقہاء نے اس کے اسلوب کی پیروی میں کتابیں لکھیں۔ ان حضرات میں علامہ تاج الدین سبکی، زرکشی اور ابن الملقن شامل ہیں۔

۲۔ المجموع المذھب فی قواعد المذھب:

یہ کتاب جو ابھی زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوئی دنیائے عرب کے بعض قدیم کتب خانوں میں مخطوطہ کی شکل میں دستیاب ہے۔ مصنف کا نام علامہ ابوسعید صلاح الدین خلیل بن کیکلدی علائی ہے جو اپنے زمانہ میں شام کے نامور شافعی فقہاء میں سے تھے۔ ان کے اساتذہ میں مشہور امام حدیث علامہ جمال الدین مزی اور علامہ کمال الدین زملکانی بھی شامل تھے جن کے امام ابن تیمیہ سے ہونے والے معرکے مشہور ہیں۔

علامہ ابوسعید علائی اپنے زمانہ کے ممتاز ترین اہل علم میں شمار ہوتے تھے اور فقہاء کے ساتھ ساتھ محدثین کی جماعت میں بھی ان کو صف اول میں جگہ ملتی تھی۔ حافظ ابن کثیر اور حافظ ابن حجر جیسے جلیل القدر ائمہ حدیث نے ان کی عظمت شان کا اعتراف کیا ہے۔

علامہ علائی کی تصنیفات میں قواعد فقہیہ پر مذکورہ بالا کتاب کو استاذ علی احمد ندوی نے آٹھویں صدی میں لکھی جانے والی فقہ شافعی کی بہترین کتب میں سے قرار دیا ہے۔ کتاب میں

اصولی اور فقہی دونوں قسم کے قواعد بیان کئے گئے ہیں جس کی وجہ سے اس کو قواعدی ادب میں ایک اہم حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ اس لئے کہ بیشتر کتب قواعد میں صرف فقہی قواعد کا ذکر ہے اور اصولی قواعد یا تو سرے سے ذکر نہیں کئے گئے یا ان کا تذکرہ محض ضمناً آیا ہے۔

مصنف نے قواعد بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی مثالیں اور جو فروعی تطبیقات ان کے ذیل میں آتی ہیں ان کو بھی جا بجا بیان کر دیا ہے۔ علاوہ ازیں مصنف نے ایسے فقہی اور اصولی مباحث جو بظاہر ایک دوسرے سے متشابہ نظر آتے ہیں' ایسے مسائل جو اپنے نظائر سے بظاہر متفق اور درحقیقت مختلف ہیں اور مختلف ضوابط کے تحت کارفرما اصولوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس سے کتاب کی وقعت اور افادیت میں اضافہ ہو گیا ہے۔

ایک اعتبار سے یہ کتاب اس وقت تک کی قواعدی تفکیر کا خلاصہ قرار دی جا سکتی ہے۔ خود مصنف نے مقدمہ کتاب میں بہت سی قدیم تصانیف کا ذکر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ انہوں نے ان سب سے استفادہ کیا اور فقہ شافعی کی دوسری کتابوں سے بھی مواد اخذ کر کے شامل کیا۔ استاذ علی احمد نے اس کتاب کی اور بھی متعدد خصوصیات بیان کی ہیں جن سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس کتاب کا قواعدی ادب میں اور خود فقہ شافعی میں بڑا بلند مقام رہا ہے۔ لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اپنی اس اہمیت اور مرتبہ کے باوجود یہ کتاب اب تک زیور طبع سے آراستہ نہ ہو سکی (۱۹)

تاہم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فقہائے شوافع کے ہاں درسی حلقوں میں یہ کتاب خاصی مقبول رہی اور قواعد فقہیہ کی درس و تدریس کے لئے ایک نصابی یا مددگار کتاب کے طور پر اہل علم اس سے اعتناء کرتے رہے۔ شاید اسی لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ اس کتاب کی تلخیص تیار کی جائے۔ چنانچہ علامہ محمد بن سلیمان صرخدی (متوفی ۷۹۲ھ) نے اس کی ایک تلخیص تیار کی جس میں علامہ علائی کے بیان کردہ مباحث کے ساتھ ساتھ علامہ اسنوی کی کتاب التمہید میں بیان کردہ قواعد کا خلاصہ بھی دیا گیا ہے (۲۰) علامہ صرخدی کے بعد علامہ نورالدین محمود بن احمد الحموی (متوفی ۸۳۴) نے جو ابن خطیب الدہشہ کے نام سے معروف تھے ایک خلاصہ اور تیار کیا۔ انہوں نے بھی علامہ علائی اور علامہ اسنوی کی تحریروں کی تلخیص کی اور اس تلخیص شدہ مواد کو امام نووی

کی کتاب المنہاج کی طرز پر مرتب کیا (۲۱)۔

۳۔ الاشباہ والنظائر للعلامہ عمر بن علی الانصاری (متوفی ۸۰۴ھ)

علامہ عمر بن علی الانصاری جو ابن الملقن کے نام سے معروف تھے اپنے زمانہ کے نامور شافعی فقہاء میں سے تھے اور علامہ تقی الدین سبکی اور علامہ عزالدین بن جماعۃ جیسے اکابر سے شرف تلمذ رکھتے تھے۔ ان کی بہت سی عالمانہ تصانیف میں محولہ بالا کتاب بھی شامل ہے جو اپنی حسن ترتیب اور عمدگی اسلوب کی بناء پر اس موضوع کی دیگر کتابوں میں امتیازی حیثیت رکھتی ہے۔

مصنف نے کتاب میں جو اہم قواعد بیان کیے ہیں ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

۱۔ الاموال الضائعۃ یقبضھا الامام حفظاھا علی اربابھا۔ جس مال یا جائیداد کے ضائع ہو جانے کا خطرہ ہو اس کو حکومت اپنے قبضہ میں لے لے گی تاکہ اس کے مالک کے خرچ پر اس کی حفاظت کی جا سکے۔ (۲۲)

۲۔ المیسور لایسقط بالمعسور اگر کسی کام کا مکمل طور پر انجام دینا ناممکن ہو تو جس قدر ممکن ہو وہ ساقط نہیں ہو گا بلکہ اس کو انجام دیا جائے گا۔ (۲۳)

۳۔ من جھل حرمۃ شئی مما یجب فیہ الحدا و العقوبۃ و فعلہ لم یحد، وان علم الحرمۃ و جھل الحدا و العقوبۃ حد۔ جو شخص کسی ایسے فعل کی حرمت سے ناواقف ہو جس میں سزائے حد یا عام سزا واجب ہوتی ہے اور اس فعل کو کر گذرے اس پر سزائے حد جاری نہیں ہو گی۔ ہاں اگر اس کو حرمت کا علم ہو لیکن یہ معلوم نہ ہو کہ اس میں حد یا کوئی اور سزا واجب ہوتی ہے اور اس کو کر گذرے تو اس کو سزائے حد دی جائے گی (۲۴)۔

۴۔ کتاب القواعد، علامہ ابو بکر تقی الدین الحصنی

علامہ تقی الدین ابو بکر بن محمد الحصنی الدمشقی (متوفی ۸۲۹ھ) کی کتاب القواعد کا شمار بھی فقہ شافعی کے قواعدی ادب کی ممتاز ترین کتب میں کیا جانا چاہئے (۲۵)۔ مصنف نے اس میں کلامی

اصول اور فقہی ہر قسم کے ذکر کیا ہے۔ سابقہ کتابوں میں علامہ علائی کی کتب سے مصنف نے خاص طور پر استفادہ کیا ہے (۲۶)۔

کتاب میں بیان کئے گئے بعض قواعد درج ذیل ہیں:

۱۔ ان الکفار مخاطبون بفروع الشرع۔ کفار شریعت کے فروعی احکام کے مخاطب بھی سمجھے جائیں گے۔ یہ ایک کلامی کلیہ ہے جو مصنف نے اپنے نقطہ نظر کی تائید میں پیش کیا ہے۔ متکلمین اسلام کی ایک بڑی تعداد اس سے اتفاق نہیں کرتی۔ گو اصلاً یہ ایک کلامی مسئلہ ہے لیکن اس کی فقہی تطبیق کے نتیجہ میں بہت سے فقہی احکام بھی پیدا ہوتے ہیں اس لئے مصنف نے اس کلیہ کو ایک فقہی قاعدہ کے طور پر بیان کیا ہے (۲۷)۔

۲۔ کل ماجاز بیعہ جاز رھنہ و مالا یجوز بیعہ لایجوز رھنہ جس چیز کی خرید و فروخت جائز ہے اس کو رہن رکھنا بھی جائز ہے اور جس کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے اس کو رہن رکھنا بھی جائز نہیں ہے۔

۳۔ کل ماجاز بیعہ صحت ھبتہ و مالافلا۔ جس چیز کی خرید و فروخت جائز ہے اس کو ہبہ کرنا بھی جائز ہے، ورنہ نہیں۔

یہ ان کتابوں کا مختصر تعارف تھا جو فقہ شافعی میں قواعدی ادب میں لکھی گئیں۔ ان کتابوں کے جو مندرجات ہمارے سامنے آئے ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ آٹھویں نویں صدی ہجری کا زمانہ فقہ شافعی میں قواعدی ادب پر غور و فکر کے عروج کا زمانہ تھا۔ اس دور میں قواعد فقہیہ کی اصلاح و تہذیب کا کام زور و شور سے جاری تھا۔ اس بھرپور تفکر اور مسلسل تحقیق سے علم قواعد میں وہ پختگی پیدا ہوئی جس کا نمونہ ہمیں علامہ جلال الدین سیوطی کی کتاب الاشباہ والنظائر میں ملتا ہے۔

حواشی

۱- ملاحظہ ہو، سہ ماہی فکر و نظر، بابت جنوری - مارچ ۱۹۹۲ء -

۲- جاجرمی، نیشاپور اور جرجان کے درمیان ایک جگہ جاجرم سے نسبت ہے۔ علامہ کا لقب معین الدین اور کنیت ابو محمد تھی اپنے زمانہ اور علاقہ کے نامور شافعی فقہاء میں سے تھے۔ نیشاپور میں درس و تدریس کا مشغلہ رکھتے تھے۔ فقہ میں کئی کتابیں لکھیں جو مقبول ہوئیں شذرات الذہب، ابن العماد الحنبلی، ج پنجم، ص ۵۶ -

۳- علامہ ابن الھائم کا لقب شہاب الدین، نام احمد اور معروف کنیت ابن الھائم تھی۔ آٹھویں صدی ہجری کے اواخر اور نویں صدی ہجری کے اوائل میں مصر و فلسطین میں بہت معروف شافعی فقیہ تھے - تصانیف بھی بہت مقبول تھیں - تلامذہ میں شہرہ آفاق محدث اور شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی کا نام بھی شامل ہے۔ شذرات الذہب، جلد ہفتم، ص ۱۰۹ -

۴- علامہ شقیر کا لقب شرف الدین اور وطن فلسطین کا مشہور شہر حرم ابراھیمی الخلیل تھا جس کی نسبت سے الخلیلی کہلاتے تھے۔ بیک وقت مفسر، محدث، ادیب، شاعر اور فقیہ کی حیثیت سے شہرت پائی۔ الضوء اللامع، امام سخاوی، جلد چہارم، ص ۹۵ - نیز ہدیۃ العارفین، جلد اول، ص ۵۳۳ -

۵- مختصر تذکرہ کے لئے دیکھئے : الضوء اللامع، امام سخاوی، جلد نہم، ص ۲۱۸۔ نیز شذرات الذہب، جلد ہفتم، ص ۷۹ -

۶- مقالہ کی اس قسط میں قواعد کی جن کتابوں کا تذکرہ کیا گیا ہے ان کی بابت معاصر ہندی محقق اور فقیہ استاذ علامہ علی احمد ندوی کی فاضلانہ تصنیف القواعد الفقھیہ (دار القلم، دمشق، ۱۹۸۶ء) سے استفادہ کیا گیا ہے۔ فاضل محقق نے علم قواعد کی تاریخ پر بہت قابل قدر اور فاضلانہ بحث کی ہے، لیکن افسوس ہے کہ راقم الحروف کو اس سلسلہ مقالات کی تحریر کے آغاز میں اس گرانقدر کتاب کا علم نہ ہوا ورنہ پہلی دو اقساط میں بھی اس سے استفادہ کیا جاتا۔ تاہم زیر نظر قسط میں اس کتاب سے شکریہ کے ساتھ بھرپور استفادہ کا اعتراف کرتے ہوئے مسرت محسوس ہو رہی ہے۔

۷- حالات زندگی کے لئے دیکھئے شذرات الذہب، جلد ششم، ص ۴۰-۱۴ - طبقات الشافعیہ الکبریٰ، سبکی، جلد نہم، ص ۲۵۳ومابعد۔ البدایہ والنہایہ (بیروت، ۱۹۷۷ء) جلد چہار دھم، ص ۸۰ - طبقات الشافعیہ، اسنوی، جلد دوم، ص ۴۵۹-۲۶۰ -

۸- کتب خانہ چسٹر بیٹی - مخطوطہ نمبر ۳۲۲۶ -

۹- علی احمد ندوی: القواعد الفقھیہ، ۱۷۹ -

۱۰- حوالہ بالا۔

۱۱- حوالہ بالا۔

۱۲- محمد بن شاکر الکتبی، فوات الوفیات، تحقیق احسان عباس، طبع بیروت، ۱۹۷۴ء، جلد چہارم، ص ۱۵ -

۱۳۔ حوالہ بالا۔

۱۴۔ علی احمد ندوی، حوالہ بالا ص ۱۸۰۔

۱۵۔ حوالہ بالا، ص ۱۸۰۔

۱۶۔ حوالہ بالا ص ۱۸۱۔

۱۷۔ حوالہ بالا، ص ۱۸۱۔

۱۸۔ مجلۃ الاحکام العدلیہ، دفعہ ۲۴ نیز مصطفیٰ احمد الزرقاء: المدخل الفقہی العام، دمشق ۱۹۶۸ء، جلد دوم، ص۹۹۶ (پیراگراف ۶۰۱)۔

۱۹۔ بغداد کے کتب خانہ اوقاف میں نمبر۴۱۶۸ پر اس کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے جس کی عکسی نقول اور بھی کئی جامعات کے کتب خانوں میں دستیاب ہیں۔

۲۰۔ علامہ صرخدی کی یہ کتاب غالباً آج دستیاب نہیں ہے۔ دنیا کے مشہور اسلامی کتب خانوں میں جن کی فہرستیں عام طور پر متداول ہیں اس نام کے کسی مخطوطہ کا ذکر نہیں ملا۔

۲۱۔ علامہ ابن خطیب الدھشہ کی یہ کتاب ۱۹۸۴ء میں موصل (عراق) سے استاذ ڈاکٹر مصطفیٰ محمود بنجوینی کی تحقیق و تصحیح کے بعد چھپ گئی ہے۔ انہوں نے اپنا یہ تحقیقی کام جامعہ ازہر میں ڈاکٹریٹ کا علمی درجہ حاصل کرنے کے لئے پیش کیا تھا۔

۲۲۔ بحوالہ علی احمد ندوی، ص ۲۰۴۔

۲۳۔ حوالہ بالا۔

۲۴۔ حوالہ بالا۔

۲۵۔ اس کا ایک قلمی نسخہ چسٹر بٹی کے کتب خانہ میں نمبر۳۲۲۶ پر موجود ہے۔

۲۶۔ علی احمد ندوی (ص ۲۰۶) نے اس استفادہ کی مثالیں بھی حاشیہ میں بیان کی ہیں۔

۲۷۔ اس سلسلہ میں دوسرے نقطہ نظر کے لئے دیکھئے: والاشباہ والنظائر ابن نجیم۔ اور الاشباہ والنظائر، جلال الدین سیوطی۔